اکیسویں صدی کی ایک عبقری شخصیت ، اَسلاف کی روایات کے امین ، بزرگ عالم دین ، بے مثال خطیب و ادیب ، فکر ولی اللہی وعلوم نانوتوی کے اَمین و پاسبان ، عظیم دانشور و مفکر ، مسلک دیو بند کے ترجمان ، عالم اسلام کے عظیم قائد و رہنما سرمایۂ ملّت کے نگہبان ۔

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ

(۱۳۴۴ھ،۱۹۲۶ء-۱۴۳۹ھ،۲۰۱۸ء)

حیاتِ مستعار کا ایک سرسری جائزہ

مرتب

مفتی محمد قاسم اوجھاری

اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری ضلع امروہہ، یوپی، الہند

کتاب : خطیب الاسلامؒ کی حیاتِ مستعار کا سرسری جائزہ

مرتب : مفتی محمد قاسم اوجھاری

صفحات : ۴۰

طبع اول : ۱۴۴۰ھ ___ ۲۰۱۹ء

طبع دوم : ۱۴۴۱ھ ___ ۲۰۲۰ء

تعداد اشاعت : پانچ ہزار

ناشر

اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی-الہند

ملنے کے پتے

- فرید بک ڈپو اُردو بازار جامع مسجد، نئی دہلی ـ 110002
- ادارۂ علم وادب دیوبند، ضلع سہارنپور ـ 247554
- دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلشرز، حیدرآباد ـ 500002
- ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات ـ 396413

فہرست مضامین

تأثرات

حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی سید احمد اللہ بختیاری قاسمی صاحب
شاگرد رشید خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بندہ نے مفتی محمد قاسم اوجھاری صاحب کی مرتب کردہ کتاب کو تفصیلی طور پر دیکھا۔ ماشاء اللہ، بہت ہی استحسان اور معیاری شعور کے ساتھ کام کیا ہے، حضرت الاستاذؒ کے تعزیتی مقالہ کو جو یکجا کر کے اس کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا تھا، وہ بھی بہتر تھا؛ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پیش نظر کتاب میں صرف چالیس صفحات پر مشتمل حضرت الاستاذؒ کی حیات کے ہر پہلو پر مختصراً مگر جامع تذکرہ کیا ہے، جس کے مطالعہ کے بغیر حضرت الاستاذؒ کی سوانح اور خدمات کا مطالعہ نامکمل رہے گا، یہ اس سے کہیں زیادہ اچھا ہے اور اس کی اشاعت مفید، نفع بخش اور مبارک ہے۔

سید احمد اللہ بختیاری

خادم دار العلوم حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ.

ہندوستان کی تاریخ کا وہ علمی خاندان جس کی پہچان علم وعمل ، زہد وتقویٰ اور صلاح و پاکیزگی سے ہے، جس خاندان کی عظمت وجلالت کے سب ہی معترف ہیں ، جس کے رجال کار نے دنیائے مشرق ومغرب میں اپنی علمی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے، جس کی عہد ساز شخصیتوں نے قوم کی تعلیم وتربیت اور ہندوستان کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، جس کے اکابر نے متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ترجمانی کی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی برپا کی ہوئی تحریکوں اور علوم وافکار کو آگے بڑھایا ہے، جس خاندان کا شجرۂ نسب امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے، نویں صدی ہجری میں اس خاندان کی ایک بزرگ شخصیت حضرت قاضی مظہر الدین صاحبؒ ، سلطان سکندر لودھی کے بلاوے پر سب سے پہلے ہندوستان آئے ، ایک وقت وہ آیا کہ نانوتہ کے علاقہ میں جاٹوں کی اودھم بازی شروع ہوئی ، سلطان سکندر لودھی نے جاٹوں کی گوشمالی کے لئے حضرت قاضی مظہر الدین صاحبؒ کے فرزند حضرت قاضی میراں صاحبؒ کو ایک لشکر دے کر نانوتہ بھیجا، حضرت قاضی میراں صاحبؒ کی سرکردگی میں لشکر کامیاب ہوا، جس سے خوش ہو کر

سلطان سکندر لودھی نے یہ علاقہ اس خاندان کے نام کر دیا، اس کے بعد اس خاندان نے نانوتہ میں بود و باش اختیار کی اور پھر بعد کے زمانہ میں دیوبند منتقلی ہوئی، اسی خاندان سے جڑی ایک اہم اور تاریخ ساز شخصیت کا نام خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ ہے، جنھیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ ایک ہمہ جہت اور اکیسویں صدی کی ایک عبقری شخصیت تھے، بزرگ عالم دین، بے مثال ادیب وخطیب، اسلاف کی روایات کے امین، فکر ولی اللہ وعلوم نانوتوی کے امین و پاسبان، عظیم دانشور و مفکر، مسلک دیوبند کے ترجمان، عالم اسلام کے عظیم قائدورہنما اور سرمایۂ ملت کے نگہبان تھے، مزید اور بھی بہت کچھ تھے، مولانا نے بڑی سادگی، کفایت شعاری، عزم اور حوصلہ کے ساتھ زندگی گذاری ہے، حیاتِ مستعار کا دورانیہ چورانوے سال کو محیط ہے، اس لمبے زمانہ میں زندگی کے نشیب وفراز سے متاثر ہوئے بغیر اخیر دم تک بے لوث خدمات انجام دیں، آپسی اتحاد واتفاق، محبت، مسلکی اور قومی ہم آہنگی آپ کا خاص وصف تھا، یہی وجہ ہے کہ ہر فرقہ، مسلک، مذہب اور ہر جماعت کے نزدیک اسی طرح قومی وبین الاقوامی سطح پر بڑے احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ کی سیرت وشخصیت، حیات وخدمات پر کچھ لکھنا، بولنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، ہزاروں صفحات بھی سیاہ کر دیئے جائیں، تب بھی آپ کی سیرت وشخصیت، حیات وخدمات اور اخلاق وعادات کی مکمل تصویر نہیں کھینچ سکتی، اس اعتراف کے ساتھ زیر نظر کتابچہ میں حضرتؒ کی شخصیت کے کچھ پہلوؤں کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں حروف اولین کے بعد ولادت باسعادت، پرورش و پرداخت اور تعلیم وتربیت، درس وتدریس اور اس کی خصوصیات، تزکیۂ نفس وسلوک، بیعت

وارشاد، خطیب الاسلام کے خلفاء ومجازین بیعت، خطیب الاسلام بحیثیت خطیب، ذوقِ تحقیق وتصنیف وعلمی نقوش، علوم ومعارف کے عظیم ذخیرے کی اشاعت، شعروسخن، فکرولی اللہ وعلوم نانوتوی کے امین وترجمان، مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام میں تاسیسی کردار، ایوارڈ واعزازات، عہدے ومناصب، امتیازی کمالات، ایک منفرد خصوصیت، ایک منفرد کارنامہ، اخلاق وعادات، آخری سفر وغیرہ جیسے عناوین جمع ہوگئے ہیں، جو کچھ بھی قلم کی نوک پر آیا ہے وہ حضرتؒ کی شخصیت کا عکس اور آئینہ دار ہے:

خود اپنے چمکنے کی جس میں قدرت ہو
وہ ذرہ منتظر فیض آفتاب نہیں

دراصل یہ تحریر میں نے حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ کی سیرت وشخصیت، حیات وخدمات پر منعقد ہونے والے بین الاقوامی سیمینار کے لئے لکھی تھی، جو ۲۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۳؍مارچ ۲۰۱۹ء بروز اتوار انصاری آڈیٹوریم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں منعقد ہوا تھا، بعد میں خیال آیا کہ اس تحریر کو کتابچہ کی شکل میں شائع کردیا جائے؛ تاکہ افادہ استفادہ عام ہوسکے اور حضرت مولانا کی شخصیت کے کچھ پہلو مختصر طور پر سامنے آجائیں۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر اس ناچیز کو اپنی رحمت تمام سے سرفراز فرمائے، آمین۔

۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ
۴؍دسمبر ۲۰۱۹ء

محمد قاسم اوجھاری

☆ ☆ ☆

حروفِ اولیں

علم والے علم کا دریا بہا کر چل دیئے
واعظانِ قوم سوتوں کو جگا کر چل دیئے
کچھ سخن ور تھے سحر اپنا دکھا کر چل دیئے
کچھ مسیحا تھے کہ مردوں کو جگا کر چل دیئے

اس عالم آب وگل میں ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں بھی جلوہ افروز ہوتی ہیں جن کو حق جل مجدہٗ بے شمار محیر العقول خوبیوں اور بے حساب اوصاف حمیدہ سے مزین فرما کر بنی نوع انسانی کی اصلاح ورہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجتے ہیں، جن کی زندگی عزم وحوصلہ اور جہد مسلسل سے عبارت ہوتی ہے، تاریخ کے سینے پر ایسی بہت سی ہستیاں ملتی ہیں جن کی زندگی دینی، علمی، سیاسی، سماجی اور ملی خدمات وغیرہ سے مزین ہیں، جن کو تاریخ ہمیشہ اپنے سینہ میں محفوظ رکھتی ہے، ایسی شخصیات دیر ہی میں جلوہ گر ہوتی ہیں؛ لیکن جب چلی جاتی ہیں تو ایک لمبے زمانہ تک ان کی خلاء پُر نہیں ہو پاتی، ایک عرصہ تک ان کی کمی محسوس کی جاتی ہے؛ البتہ کچھ ایسے نقوش ضرور چھوڑ جاتی ہیں جو بعد والوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتے ہیں، اخلاف ان کی زندگیوں سے جینے کا سلیقہ سیکھتے ہیں، ان ہی نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک منفرد فرید بے بہا شخصیت خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ کی ہے، جن کی ہمہ جہت، دینی، علمی، تعلیمی، انتظامی اور ملی خدمات کا دورانیہ ستر سال اور حیاتِ مستعار کا دورانیہ چورانوے سالوں کو محیط ہے، حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ

صرف ایک عالم دین ہی نہیں تھے، جسے صرف کتاب وسنت کا علم ہو؛ بلکہ بے مثال خطیب وادیب، مسلکِ دیوبند کے ترجمان، اسلاف کی روایات کے امین، فکرولی اللہی وعلوم نانوتوی کے امین و پاسبان، عظیم دانشور ومفکر، عالم اسلام کے عظیم رہنما وقائد اورسرمایہ ملت کے نگہبان تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳/جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ، مطابق: ۸/جنوری ۱۹۲۶ء بروز جمعہ بوقت فجر ایک ایسی معروف بستی (دیوبند) میں ہوئی، جس کا فضل وکمال دنیا بھر میں مشہور ہے، جہاں ایک عظیم اسلامی درسگاہ قائم ہے، جس سرزمین نے نہ جانے کتنے اصحابِ علم وفضل پیدا کئے ہیں، ایسے علمی و پاکیزہ ماحول میں ہوئی جس کا بنیادی امتیاز ہی علم و نافعیت رہا ہے، یہ گھرانہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ کا وہ علمی اور پاکیزہ گھرانہ ہے، جو مستقل علماء وصلحاء کی آماجگاہ وتربیت گاہ رہا ہے۔

پرورش وپرداخت اور تعلیم وتربیت

کسی بھی انسان کی شخصیت کی مثبت تعمیر وترقی میں بہت سارے عوامل کی کارفرمائی ہوتی ہے، جن کو مختلف مراحل کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، مثلاً: ماں باپ کی شخصیتیں، گھرانہ کا ماحول، آس پاس کا ماحول، علاقے کا ماحول، اسی طرح ملک اور خطے کا ماحول، یہ سب چیزیں مل کر ایک شخصیت اور ایک انسان کے بننے اورسنورنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں؛ لیکن یہ تمام چیزیں خارجی عوامل ہیں، داخلی عوامل بھی بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، جن میں سب سے بڑی چیز وہ صلاحیتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ ہر انسان میں الگ الگ اور تفاوت کے ساتھ رکھتے ہیں،

یہ بھی حقیقت ہے کہ خارجی عوامل جب ہی کارگر ہوتے ہیں، جب داخلی عوامل یعنی فطری صلاحیتیں موجود ہوں، حضرت خطیب الاسلامؒ کی دلنواز شخصیت میں یہ سارے ہی عوامل بقدر وافر موجود تھے، فطری صلاحیت اور خداداد ذہانت کے بارے میں کچھ لکھنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کو چراغ دکھانا، اللہ رب العزت نے بے مثال ذہانت آپ کو عطا فرمائی تھی، یہ اسی ذہانت کے آثار تھے کہ آپ نے صرف دو سال کی مدت میں کلام اللہ شریف حفظ فرمالیا تھا، اور آپ کے حفظ کے ایک استاذ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ نے آپ کے حفظ پر اعتماد کا اظہار بھی فرمایا۔

فطری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا کام سب سے پہلے والدین کا ہے: چنانچہ آپ نے ایسے والدین کی گود میں آنکھیں کھولیں جو باشعور، خداترس، دعوتی فکر کے حامل، دینی و علمی مزاج رکھنے والے، تعلیم و تربیت جن کے کردار کی زینت، علم و عمل کے پیکر، نافعیت جن کا مزاج، رہن سہن اسلامی شریعت کا عکاس، دل ودماغ قال اللہ وقال الرسولؐ کی صداؤں سے آشنا اور ان کی خوشبوؤں سے معطر، دین کی صحیح شکل میں ترویج و اشاعت جن کی زندگیوں کا مقصد، اُمت میں افراد سازی جن کا کام، وراثت نبوت کو دنیا کے کونے کونے میں لے کر پھرنا جن کی زندگیوں کا حاصل اور محور، برصغیر میں جگہ جگہ اسلامی، دینی، تعلیمی و تربیتی مراکز کا قیام جن کی جہد مسلسل کا ایک عظیم ترین پہلو اور ساتھ ہی ساتھ اکابر و اسلاف کی روایتوں کے امین تھے، اندازہ لگائیں جس کے والدین کے یہ امتیازات ہوں اور جن کا گھرانہ نبوت کا نمونہ ہو، اس گھر میں پروان چڑھنے والی شخصیت کے اندر یہ تمام باتیں گویا مزاج کا حصہ تھیں، جن کا ظہور وقتاً فوقتاً پوری زندگی ہوتا رہا، اسی طرح خانوادۂ قاسمی کا علمی و تعلیمی اور دعوتی ماحول آپ کو میسر رہا ہے، ایسے پاکیزہ ماحول اور علمی گھرانے اور دیوبند جیسے مقدس اور علمی بستی میں آپ کی پرورش و پرداخت

ہوئی ۱۳۵۱ھ میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، ناظرہ وحفظ قرآن کریم کی تکمیل حضرت پیر جی شریف گنگوہی صاحبؒ کے یہاں ہوئی، حفظ قرآن کریم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، پہلے فارسی کا چار سالہ نصاب مکمل کیا، پھر کچھ دن کے لئے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون چلے گئے اور ۱۳۵۷ھ میں مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے میزان الصرف پڑھی، اس کے بعد دارالعلوم دیوبند واپس لوٹے اور درس نظامی شروع کیا، علوم وفنون کی کتابوں میں کنزالدقائق: حضرت مولانا سید اختر حسین صاحبؒ سے، میبذی: حضرت قاری اصغر صاحبؒ سے، مختصر المعانی ونظم العلوم: حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ سے اور ہدایہ: حضرت مولانا عبدالاحد صاحبؒ سے پڑھیں، ۱۳۶۷ھ، مطابق ۱۹۴۸ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی، حدیث کی کتابیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ اور حضرت مولانا فخرالحسن صاحبؒ وغیرہ سے پڑھیں۔

درس وتدریس اور اس کی خصوصیات

ذاتی صلاحیت، علمی پختگی اور خطابی قابلیت کا نتیجہ تھا کہ تعلیمی مراحل سے فراغت کے فوراً بعد ہی دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس مقرر ہوئے ابتداءً نورالایضاح اور ترجمۂ قرآن کریم کا درس آپ سے متعلق رہا، پھر بعد میں بخاری شریف، ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، شرح عقائد وغیرہ کتابیں آپ سے متعلق رہیں، آپ کے درس وتدریس کی بہت سی خصوصیات تھیں جن میں سے چند یہ ہیں :

(۱) درس کے آغاز میں تمہیدات باندھتے، وہ تمہیدات اس قدر اہم ہوتیں کہ نفس مسئلہ اور اصل موضوع ان ہی تمہیدات سے سمجھ میں آجاتا۔

(۲) درس کی تقریر اس قدر مربوط ہوتی کہ ہر طرح کے حشو وزوائد، افراط وتفریط اور طول لاطائل سے بالکلیہ پاک ہوتی، آپ کا درس انتہائی مربوط ہوتا تھا۔

(۳) جو فن بھی آپ نے پڑھایا اس طرح پڑھایا گویا کہ آپ کو اس فن میں یدطولیٰ حاصل ہے، علمی تبحر آپ کا خاص امتیاز تھا۔

(۴) تدریس میں حسن عمل واتقان عمل کا خاص لحاظ فرمایا کرتے تھے، آپ کا یہ خاص امتیاز اور وصف تھا۔

(۵) درس کی تقریر اس قدر جامع ہوتی کہ موضوع سے متعلق کسی طرح کی کوئی تشنگی نہیں رہتی تھی، اسی کے ساتھ حشو وزوائد سے بالکل خالی مفہوم ومعانی کو ادا کرنے کے لئے وہی الفاظ اور کلمات زبان سے نکلتے جن کے لئے ان الفاظ وکلمات کو گویا واضع نے وضع کیا ہے، ایسا لگتا جیسے مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لئے پہلے سے جملے اور الفاظ تیار رکھے ہوں، یہی وجہ تھی کہ درس اس قدر جامع ہوتا کہ کتاب میں ایک سبق کے دوران جتنے بھی موضوعات کا تذکرہ آتا ان موضوعات کے ضروری تمام پہلوؤں پر بھی روشنی پڑ جاتی، سبق کا موضوع ذہن نشیں ہوجاتا اور ذہن میں نفس موضوع کا کامل تصور اُبھر جاتا۔

(۶) تنظیم الاوقات اور پابندیٔ اوقات کے سلسلہ میں انتہائی غیور واقع ہوئے، آپ کے ایک شاگرد رشید مولانا محمد اسلام قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ :

> حضرت خطیب الاسلام، دارالعلوم کے وہ استاذ ہیں، جو تدریس کے ساتھ وقت کے اتنے پابند تھے کہ بلاشبہ درسگاہ میں ان کی آمد پر طلبہ اپنی گھڑیوں کے ٹائم سیٹ کرتے، طلبہ دیکھا کرتے تھے کہ وہ متعینہ درسگاہ (دارالتفسیر) میں ایک قدم اندر رکھتے اسی وقت گھنٹہ بجتا تھا، وقت کے منٹوں

اورسیکنڈوں کے لحاظ سے اتنے پابند دارالعلوم کے اساتذہ
وکارکنان میں سے کوئی نہ تھا، یہ بھی ان کی خوبی تھی کہ تدریس
کے لئے وہ اپنے گھر سے نکلتے اور براہِ راست درسگاہ پہنچتے،
اختتامی گھنٹہ بجتا اور وہ واپس صدر گیٹ کے راستے سے اپنے
گھر کو، نہ کسی سے ملاقات، نہ کسی دفتر میں جانا اور نہ ہی
اِدھر اُدھر دیکھنا۔ (درخشاں ستارے)

(۷) دورانِ درس طلبہ کے ساتھ شفقت ومحبت، رحمت ورأفت، کلیات کے ساتھ جزئیات کا استحضار، قوت استدلال، طلبہ کی توجہ اِدھر اُدھر نہ بھٹکنے دینا یہ ممتاز ترین خصوصیات تھیں، آپ اپنے انداز گفتگو اور طرز تخاطب کی وجہ سے طلبہ میں بے حد مقبول تھے، انداز تخاطب ایسا کہ منھ سے پھول جھڑ رہے ہوں، یہ ملکہ اورابلاغ کا قرینہ ایک بہترین کامیاب معلم ہی کی صفت ہوتی ہے۔

تزکیۂ نفس وسلوک

آپ کی ذات گرامی ترتیب روحانی میں باکمال تھی، مزید اصلاحِ باطن کے لئے آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری صاحبؒ سے بیعت ہوئے، جس کی روداد بیان کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں کہ :

جب میری دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہونے والی تھی تو
مجھے والد ماجد نے حکم فرمایا کہ جمعرات کو صبح کے درس پورے
کر کے ہر ہفتہ خانقاہ رائے پور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر
صاحب رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضری دوں (اس زمانہ
میں جمعرات کو شام کا درس اکثر موقوف ہی رہتا تھا)، میں نے
والد ماجد حضرت حکیم الاسلامؒ کے حکم کی تعمیل میں رائے پور

جانا شروع کر دیا، دو پہر کو میں دیو بند سے چلتا اور رائے پور پہنچنے تک شام ہو جاتی، رات میں حضرتؒ کے ساتھ رہتا اس اُمید پر کہ شاید کوئی خدمت کا موقع مل جائے، پہلی مرتبہ جب میں حاضر ہوا اور حضرتؒ کا مشفقانہ تعامل اپنے ساتھ بلکہ ہر آنے والے کے ساتھ دیکھا تو میں حضرتؒ کا گرویدہ ہو گیا، جمعہ کی نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر میں نے اجازت مانگی، حضرتؒ بطیب خاطر اجازت مرحمت فرمائی اور یہ جملہ ارشاد فرمایا: آپ کی تشریف آوری سے قلبی راحت وسکون ملا، آتے رہا کرو، مجھے رُخصت کرنے کے لئے خانقاہ سے باہر تشریف لائے اور رُخصت فرماتے ہوئے آنے جانے کا خرچ مرحمت فرمایا اور اس قدر نیاز مندانہ والد ماجد کو سلام کہلوایا کہ ان کی نیاز مندی پر میرا سر شرمندگی سے جھکا جاتا تھا، بہر حال میں حضرتؒ سے اجازت لے کر خانقاہ سے واپس تو آ گیا، مگر آج تک ان کیفیات سے لطف اندوز ہوتا ہوں، جن کو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، بیان نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری بات جو حضرت کے یہاں مجھے خاص طور پر محسوس ہوئی کہ بظاہر دنیوی مشاغل وعوائق سے بالکل بے تعلق ہونے کے باوجود جب کبھی قومی، ملکی اور سیاسی معاملہ درپیش ہوتا، یا آپ سے رائے مانگی جاتی تو ایسی رائے اور مشورہ دیتے کہ وہ حضرات بھی آپ کی رائے تسلیم کرتے جنھوں نے پوری زندگیاں اسی میدان میں لگا دیں، پھر حضرت رائے

دے کر الگ ہوجاتے ، اپنے مشورہ کو کسی پر حتیٰ کہ اپنے متوسلین پر بھی نہیں تھوپتے تھے، وہ بھی آزاد ہوتے، عمل کریں یا نہ کریں، بعض مرتبہ حضرتؒ کے مریدین بھی حضرتؒ سے عملی طور پر اختلاف کرتے، مگر حضرتؒ کی شفقت اور تعلق میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی تھی۔

تیسری بات جو اس ناچیز کو حضرتؒ کی ذات میں خاص طور پر محسوس ہوئی وہ تسلیم و رضا کا پہلو، توکل علی اللہ کا وہ مقام ارفع حاصل تھا جس کی نظیر بہت کم مجھے دیکھنے کو ملی، مجھے خانقاہ سے واپسی کے بعد دیوبند پہنچ کر اگلی جمعرات کا انتظار شروع ہوجاتا اور میں وہاں جانے کے لئے ایسا بے قرار ہوتا اور صبح وشام کے لمحات گنتا اور جب تک خانقاہ نہ پہنچ جاتا میری بے قراری باقی رہتی اور حقیقت یہ ہے کہ اس بے قراری اور اضطرابی کیفیت کو سکون صرف اہل اللہ ہی کی صحبت سے ملتا ہے۔ (صحبتِ صالحین کے فوائد)

جب حضرت رائے پوریؒ کی شخصیت کو ہر زاویہ سے دیکھ لیا اور طبیعت کے میلان میں رُسوخ پیدا ہوگیا تو آپ نے باطن کی اصلاح کے لئے حضرت رائے پوریؒ کے دست حق پرست میں اپنا ہاتھ دے دیا؛ چنانچہ حضرت رائے پوریؒ نے آپ کے سوز دروں کو محسوس فرما کر بیعت فرمالیا اور یوں آپ حضرت رائے پوریؒ کے متوسلین میں شامل ہوگئے ، حضرت رائے پوریؒ نے آپ کو خلافت بھی دی ، خلافت دیئے ہوئے ابھی چند ہی ماہ گذرے تھے کہ حضرت رائے پوریؒ کا وصال ہوگیا، حضرت رائے پوریؒ کی وفات کے بعد (یعنی اگست ۱۹۶۲ء کے بعد) آپ نے

اس راہ کی تکمیل کے لئے سلسلۂ تھانویؒ کی طرف رُجوع فرمایا، اس سلسلہ کا جب بنظرِ غائر مطالعہ کیا تو سب سے موزوں شخصیت والد محترم حضرت حکیم الاسلامؒ کی نظر آئی، گویا یہ دولت گھر ہی مل گئی اور آپ نے حضرت حکیم الاسلامؒ کے دست حق پرست پر اس سلسلہ کو قائم فرمایا، گویا حضرت رائے پوریؒ نے جو معرفت الٰہیہ کا تخم بویا تھا اس کی حضرت حکیم الاسلامؒ نے نہ صرف نگرانی فرمائی؛ بلکہ مکمل آبیاری کر کے اس کو تناور درخت بنایا، مختلف ریاضتیں، مجاہدے کرا کر راہِ سلوک کا گرم رو مسافر بنانے کی مسلسل سعی پیہم کی اور ۲۰/رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ، مطابق: ۲۲/دسمبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ میں حضرت حکیم الاسلامؒ نے آپ کو خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، اولاً آپ کو حضرت رائے پوریؒ سے خلافت ملی اور پھر والد بزرگ حضرت حکیم الاسلامؒ نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا:

یہ رتبۂ بلند ملا جسے مل گیا

بیعت وارشاد

مذکورہ دونوں بزرگوں کی اجازت ملنے کے بعد آپ کا یہ معمول ہوگیا تھا کہ کسی بھی طالب صادق کو بیعت فرمالیا کرتے تھے، محروم نہ فرماتے، اس طرح سلسلۂ رائے پوریؒ اور سلسلۂ طیبیؒ کی شاخیں آپ کے واسطے سے ملک کے کونے کونے اور بیرونِ ممالک کے دور دراز علاقوں تک پہنچیں، آپ کے سلسلہ سے مستفید ہونے والوں کی تعداد یوں تو ہزاروں ہے، مگر ہندوستان میں بعض علاقے ایسے ہیں، جہاں کے باشندوں نے آپ سے باطنی فیض خوب حاصل کیا؛ چنانچہ بڑے شہروں میں میرٹھ، ممبئی، وجے واڑہ، اورنگ آباد، بھوپال، دہلی، بنگلور، حیدرآباد دکن، کلکتہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خطیب الاسلام کے خلفاء ومجازین بیعت

آپ سے روحانی وباطنی فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں میں ہونا یقینی ہے؛ لیکن جن حضرات کو آپ نے بیعت کی اجازت دے کر اپنی خلافت سے نوازا ہے اور روحانی وباطنی نفع رسانی کی صلاحیت پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے ان خلفاء کے مکمل نام مع پتہ مندرجہ ذیل ہیں :

(١) مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب، دیوبند۔

(٢) مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب، حیدرآباد دکن۔

(٣) مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب، دیوبند۔

(٤) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی قاسمی صاحب، حیدرآباد دکن۔

(٥) مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب، بہار۔

(٦) مولانا قاری احسان محسن قاسمی صاحب، مظفرنگر۔

(٧) مولانا سید محمد طاہر میاں قاسمی صاحب، دیوبند۔

(٨) مولانا قاری حامد حسن قاسمی صاحب، میرٹھ۔

(٩) مولانا عبدالقدیر عمری صاحب، مکھیڑ۔

(١٠) مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی صاحبؒ، پنجاب۔

(١١) مفتی محمد عبدالرزاق خان قاسمی صاحب، بھوپال۔

(١٢) مفتی محمد احسان قاسمی ندوی صاحب، دیوبند۔

(١٣) مولانا محمد اسماعیل عبداللہ پٹیل صاحب، کاپودرا۔

(١٤) مفتی محمد عارف قاسمی صاحب، دیوبند۔

(١٥) مفتی محمد ضیاء اللہ خان قاسمی صاحب، بھوپال۔

(١٦) مولانا سید فہیم الحسن تھانوی صاحب، لاہور پاکستان۔

(۱۷) الحاج غلام صابر صاحبؒ، میر پور خاص پاکستان۔

(۱۸) مولانا محی الدین محمد انیس قاسمی صاحب، چاٹگام، بنگلہ دیش۔

(۱۹) مولانا مبین احمد قاسمی صاحب، ٹانڈہ۔

(۲۰) مولانا محمد الیاس مظاہری صاحبؒ، بہار۔

(۲۱) الحاج سید محمد طیب میاں صاحب، دیوبند۔

(۲۲) مولانا خان محمد صاحب، دہلی۔

(۲۳) مولانا ڈاکٹر عطاء اللہ اختر خان قاسمی صاحب، کھنڈوہ۔

(۲۴) مفتی محمد اسماعیل قاسمی صاحب، وجئے واڑہ۔

(۲۵) مولانا محمد عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب، شیموگہ۔

(۲۶) مولانا ڈاکٹر سید عبد القادر قاسمی صاحب، دیوبند۔

(۲۷) مولانا طارق بن ثاقب قاسمی صاحب، بہار۔

(۲۸) قاری محمد اسامہ صاحب، جدہ سعودی عربیہ۔

(۲۹) مفتی بلال احمد قاسمی صاحب، مرادنگر۔

(۳۰) الحاج نسیم احسن صاحب، بہار۔

(۳۱) مفتی وسیم احمد قاسمی صاحب، دہلی۔

(۳۲) مفتی ذوالفقار احمد قاسمی صاحب، نوائیڈہ۔

(۳۳) مفتی سید احمد قاسمی صاحب، میرٹھ۔

(۳۴) مولانا محمد راشد قاسمی صاحب، اغوان پور مقیم حال دہلی۔

(۳۵) مولانا محمد نسیم احمد صاحب، میرٹھ۔

(۳۶) مفتی محمد عبد الحمید قاسمی صاحب، آجرہ مقیم حال ستارہ۔

(۳۷) مولانا محمد احمد قاسمی صاحب، بہرائچ۔

(۳۸) مولانا محمد احمد نوری صاحب، میرٹھ۔

(۳۹) مولانا محمد سکندر قاسمی صاحب، دیو بند۔

(۴۰) مولانا قاری محمد عبد القیوم قاسمی صاحب، میرٹھ۔

(۴۱) مفتی محمد فاروق قاسمی صاحب، وجئے واڑہ۔

(۴۲) مولانا محمد میاں قاسمی صاحب، سنبھل۔

(۴۳) الحاج ایاز احمد خان صاحب، ممبئی۔

(۴۴) مفتی محمد معین الدین قاسمی صاحب، گیوائی۔

(۴۵) مفتی محمد میاں قاسمی صاحب، بریلی۔

(۴۶) حافظ اقبال احمد عبد الستار صاحب، چونا والا، جوگیشوری۔

(۴۷) مولانا عرفان احمد قاسمی صاحب، الٰہ آباد، حال مقیم مئو۔

(۴۸) قاری محمد یاسین صاحب، میرٹھ حال مقیم دہلی۔

(۴۹) مفتی جمیل الرحمٰن قاسمی صاحبؒ، میرٹھ۔

(۵۰) مولانا محمد اسامہ صدیقی قاسمی صاحب، نانوتہ۔

(۵۱) مولانا قاری محمد عظیم الدین صاحب، بھیونڈی۔

(۵۲) مفتی نعمت اللہ قاسمی صاحب، بہار۔

(۵۳) مفتی انصار احمد صاحب، ممبئی۔

(۵۴) مولانا غازی ولی احمد خان صاحب، سرونج۔

(۵۵) مولانا تمیم احمد قاسمی صاحب، مدراس۔

(۵۶) مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب، بہار، حال مقیم دیو بند۔

امدادؔ و رشیدؔ و قاسمؔ کا ، یہ قلزم عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیبؔ پھیلا ہے ، تا وسعت امکاں پھیلے گا

خطیب الاسلام بحیثیت خطیب

آپ کی زندگی کا ایک خاص وصف اور امتیاز جس سے آپ کی شخصیت متصف تھی اور جو آپ کی پہچان بن چکا تھا وہ تقریر و خطابت ہے، تقریر و خطابت سے شغف آپ کو عہد طفولیت ہی سے تھا، بہت سے جلسے اور پروگراموں میں اپنے والد بزرگ وار کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور خطابت کی گل افشانی فرماتے، آپ دورِ حاضر کے انداز خطابت اور اُسلوب تقریر سے نہ صرف خوب واقف تھے؛ بلکہ آپ کو دیکھ کر انداز و اُسلوب اخذ کئے جاتے تھے، نہایت ہی پر کیف، پُرسکون اور پر وقار لب ولہجہ، جذبات واحساسات کو اُبھارنے والا انداز، قلب وجگر کو چھو جانے والا اُسلوب، ہر ایک کو اپنا گرویدہ اور دل جیتنے والی رفتار تکلم تھی، آپ کی خطابت ایک ایسا سماں باندھ دیتی تھی کہ ہر طرف سناٹا سا چھا جاتا تھا، آپ کی عالمانہ وحکیمانہ خطابت کا شہرہ عہد شباب ہی میں ملک کی سرحدیں پار کر کے بیرونی ممالک پہنچ چکا تھا، علم میں گہرائی، فکر میں گیرائی اور مطالعہ میں وسعت کی وجہ سے زبان سے نکلا ہوا ہر جملہ فکر و بصیرت سے منور، حکمت وفلسفہ کے رنگ میں رنگا ہوا، کتاب وسنت کی بے مثال تشریح وتفہیم پر مشتمل ہوتا تھا، تسلسل اور تہہ در تہہ موتیوں کی تلاش آپ کا خاص ہنر تھا:

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

آپ کی خطابت اس قدر جامع، مربوط، مبسوط، حشو وزوائد سے پاک علم وآگہی اور افکار ومعانی کا مرصع ہوتی جس میں حمد وثنا کے بعد تمہید بھی ہوتی، موضوع کا تعین بھی ہوتا، اس موضوع کی تفصیلات کے ساتھ موضوع سے متعلق نقلی دلائل اور عقلی شواہد بھی ہوتے، پھر اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات اور سیرت طیبہ سے اس موضوع کی تائید بھی ہوتی، مزید برآں صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ کے واقعات سے

تذکیر بھی ہوتی ، ساتھ ہی ساتھ لطائف علمیہ وادبیہ بھی ہوتے ، اشعار کا برمحل استعمال فرماتے ، سامعین کے ذہن میں موضوع سے متعلق پیدا ہونے والے شبہات کے مفصل و قیع جوابات بھی دیتے ، موضوع کی موجودہ حالات وظروف سے مطابقت بھی ہوتی ، تاریخی وعلمی شواہد بھی ہوتے ، الفاظ ومعانی میں تطابق وتوافق اور ہم آہنگی ہوتی ، پھر اس موضوع کی چہار جانب کو سمیٹ کر خلاصۃ القول کے طور پر چند جملوں میں مختصراً ماحصل پیش کرتے اور پھر اختتامی کلمات کے ذریعہ حاضرین مجلس کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے، دورانِ تقریر روانی، تسلسل اور سلاست اس قدر ہوتی کہ گویا علم ومعرفت کا دریا انتہائی پُرسکون انداز میں بہہ رہا ہے، جس میں جوش تو ہے مگر طغیانی نہیں، بقول شاعر :

تیرے تفکر میں قرن اول کی عظمتوں کا نشان ملے گا
تیری خطابت میں عبرتوں کا تصور جاوداں ملے گا

تقریر وخطابت کی ان خوبیوں کی بنا پر آپ ''خطیب الاسلام'' کے لقب خاص سے ملقب کئے گئے، یہ لقب آپ کی پہچان بن گیا تھا، نہ صرف برصغیر وایشیاء بلکہ عالم اسلام کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں آپ اسی لقب سے پہچانے جانے لگے۔

تقریر وخطابت کی جہاں بہت سی خوبیاں اور خصوصیات تھیں وہیں مقتضائے حال کی رعایت قرآنی آیات واحادیث کا برمحل استشہاد، غیر مرئی اور غیر محسوسات کو مرئی اور محسوسات سے ثابت کرنا ، نت نئے مضامین کا انتخاب ، نکتہ آفرینی ، فکری اعتدال وتوازن ، عالمی دعوتی فکر اور مثبت وتعمیری سوچ ، اختلافی موضوعات سے اجتناب ، مخصوص لب ولہجہ ، علمی معیار باقی رکھنا اور استیعاب موضوع وغیرہ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

ذوق تحقیق و تصنیف و علمی نقوش

جہاں آپ تقریر و خطابت کے میدان کے شہسوار تھے، وہیں تحریر و کتابت اور تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق اور سلیقہ بھی رکھتے تھے، کثرت اسفار اور بے پناہ مشغولیات کے باوجود مضمون نویسی اور تصنیف و تالیف کے لئے بھی وقت نکالتے تھے، مختلف کتابیں بھی لکھیں، مختلف عنوانات پر بیش قیمت مضامین اور مقالے تحریر کئے، بہت سی کتابوں کے تمہیدی مقدمات اور بے شمار تقریظات بھی لکھیں، حقیقت یہ ہے کہ کثرت مصروفیات کی بناء پر اگرچہ باضابطہ طور پر آپ نے تصنیف و تحقیق کا میدان اختیار نہیں کیا، پھر بھی آپ کی بہت ساری کتابیں چھپ کر منظر عام پر آگئی ہیں اور بہت سارے مواد اور علوم و افکار پر کام جاری ہے، آپ کی تصانیف میں: (۱) قرآن کریم کے اُردو تراجم کا جائزہ، (۲) تاجدار ارض حرم کا پیغام، (۳) مجاہدین آزادی، (۴) مردان غازی، (۵) رسالۃ المصطفیٰ، (۶) سفرنامہ برما وغیرہ قابل ذکر ہیں، عربی زبان میں تربیت اسلامی کے موضوع پر ایک شاندار رسالہ ''مبادی التربیۃ الاسلامیۃ'' کے نام سے تصنیف کیا ہے۔

نیز آپ کے ایک تبحر علمی سے مستفید ہوکر اربابِ علم و فضل نے مختلف موضوعات پر بہت سی اہم کتابیں تصنیف کی ہیں، جن کا سہرا آپ ہی کے سر جاتا ہے، آپ کے تلامذہ و فیض یافتگان کی بھی ایک لمبی تعداد ہیں، جو آپ کی چلتی پھرتی تصانیف ہیں، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے خطبات، مقالات، ملفوظات اور رسائل کے مجموعے بھی آپ کی نگرانی و رہنمائی میں ہی شائع ہوئے، حجۃ الاسلامؒ اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند اور ادارہ دار الاشاعت حیدرآباد دکن کے بہت سے علمی کام آپ ہی کی رہنمائی میں انجام پائے، آپ کے قلم سے بہت

سارے ایسے مضامین اور مقالات بھی لکھے گئے جو ملک و بیرون ملک شائع ہوئے، آپ کے تمام مضامین و مقالات اُمت کی فکری، دینی، علمی، دعوتی، تعلیمی رہنمائی اور اسلامی ذہن سازی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علوم ومعارف کے عظیم ذخیرے کی اشاعت

آپ کے خلیفہ، مولانا محمد یامین صاحب دامت برکاتہم نے آپ کے ملفوظات، مواعظ، خطبات اور تاثرات وغیرہ کو مرتب کر کے تقریباً سو کتابیں شائع کی ہیں، یہ جہاں ایک طرف حضرت خطیب الاسلامؒ کے علوم و معارف کی وسعت پر دلیل ہے، وہیں حضرت مولانا محمد یامین صاحب کے حق میں ایک بڑا کارنامہ ہے، جس کا اعتراف حضرت خطیب الاسلامؒ نے بھی کیا ہے، چنانچہ خطبات خطیب الاسلامؒ کے شروع میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

احقر کے طالب علمانہ کلمات جن کو" ادارہ دارالاشاعت حیدرآباد" نے بصورت خطبات زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے، اربابِ علم وفضل تو اگرچہ ان سے مستغنی ہیں، لیکن ممکن ہے کہ یہ طالب علمانہ کلمات طلبائے عزیز کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے کارآمد ثابت ہوں، ان ہی کو" ادارہ دارالاشاعت حیدرآباد" نے اپنا موضوع خدمت قرار دیا ہے، حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے احقر کو ادارہ کو اور قارئین کو حسنِ نیت اور حسنِ قبول عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح مجالس خطیب الاسلام کے بھی شروع میں آپ لکھتے ہیں کہ :

سالکین نے جتنے سوالات کئے وہ تکمیل معلومات بمعرفت حق ہی کے لئے کئے، اس لئے جوابات سائل کی قدر شناسی

اور سوال کے جوابات بھی سائل کی معلومات کی تکمیل یا امر حق کو توضیح پر جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے، علم صحیح و کثیر اللہ کی بے مثال اور عظیم المرتبہ نعمت ہے، حق تعالیٰ ہم سب کو اس سے مستفید بنائے، آمین۔

ان سوالات و جوابات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں پیش کر کے محترم جناب قاری محمد یامین صاحب سلمہ نے اہم کارنامہ انجام دیا ہے، اگرچہ سوالات تو بیشتر اہل علم کے ہیں اور جوابات احقر جیسے بیضاعت کے ہیں، مگر ان کا کتابی صورت میں آنا انشاء اللہ حق طلبی اور اضافۂ معلومات کے دائرہ میں اضافہ کا وسیلہ بن کر فائدہ ہی کا موجب ہوں گے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہی افادیت بھی برکت و مقبولیت ازرانی فرمائے اور راقم الحبیب (یعنی مرتب) کے لئے زادِ آخرت فرمائے، آمین۔

خطبات و مجالس میں موجودہ آپ کی مذکورہ جامع تحریریں اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین مظاہری اجراڑوی صاحبؒ (ناظم: جامعہ مظاہر العلوم وقف سہارنپور) اور مفسر قرآن کریم حضرت علامہ سید اخلاق حسین قاسمی دہلوی صاحبؒ (ناظم: ادارہ رحمت عالمؐ دہلی) جیسے اصحابِ علم و فضل کے توصیفی کلمات مرتب اور ناشر کے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خطبات و مجالس کے مجموعہ میں آپ کی قلمی تحریرات کا عکس، عقیدت مندانہ اشعار، روحانی و نسبی ہر دو شجروں کو شامل کیا گیا ہے، جن میں نسبی سلسلہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے تو دوسرا روحانی سلسلہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ تک متصل ہے، ساتھ ہی ہندوستان کے مختلف مقامات اور متعدد ریاستوں

کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش، رنگون، تھائی لینڈ، لندن اور مصر وغیرہ میں موجود آپ کے جانشین، خلفاء ومجازین بیعت، مجازین صحبت اور سلسلہ بیعت میں داخل حضرات کی فہرست بھی شامل ہے، یعنی کہ مرتب صاحب نے کتاب میں آپ کی حیاتِ بابرکات کے کئی پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

ان خطبات میں سیرت رسول اکرم ﷺ، معجزات انبیاءؑ، معجزۂ قرآن کریم، قرآن کریم کی بلیغ مثالوں میں عظیم حقیقتیں، دین اسلام ایک مکمل نظامِ حیات، اسلام کا سرچشمۂ قوت صرف دعوت، اصلاح معاشرہ وتزکیۂ نفس جیسے علمی و دینی ومعاشرتی موضوعات کے ساتھ ساتھ قدیم دینی مدارس اور جدید نصاب، دہشت گردی اوراس کا انجام، تخریب پسند طاقتوں کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں، دینی وعصری علوم، مذہب وسائنس وانقلاب پر منصفانہ کلام کیا اور کھل کر بحث فرمائی ہے، اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں، باطل پروپیگنڈوں اور قدیم وجدید باطل نظریات کی قلعی کھولی ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانیت کی خاندانیت، علاقائیت، قبائلیت، تہذیب وتمدن اور معیشت ومعاشرت جیسی غیر اسلامی بنیادوں پر تقسیم کی نہایت مؤثر پیرایہ میں نفی کرتے ہوئے مساوات کی راہ میں حائل ان مفروضات کو خارج کیا اور مؤثر قدغن لگایا ہے، پیشہ ورانہ افراط وتفریط کی آلودگیوں سے پاک، اعتدال کے اسلامی منصب سے ہمکنار ومزین یہ خطبات قدیم نافع اور جدید مفید کا گرانمایہ سنگم وامتزاج، عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہیں، اپنے منصب ومسلک کا حق ادا کرتے ہوئے دارالعلوم وقف دیوبند اور بانئ دارالعلوم کے کامیاب ترجمانی بھی خطبات کا حصہ ہیں، خطبات میں علوم تفسیر، حدیث وفقہ کا دریا موجزن اور معقولات ومنقولات پر کمال درجہ دسترس کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے۔

تقریباً ۲۰۰۰ صفحات پر محیط اور چار جلدوں پر مشتمل خطبات کا یہ مجموعہ ۷۰

عنوانات پر منقسم ہے، جس میں مجلس گفتگو اور انٹرویوز کے علاوہ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے بیشتر علمی و روحانی کمالات پر جامع ترین خطبات ہیں، یہ خطبات مرتب صاحب نے من وعن نقل کئے ہیں، جن حضرات نے آپ کو بالمشافہ دیکھا اور سنا تھا وہ مطالعہ کرتے وقت آپ کو انشاء اللہ عزوجل تمام تر امتیازات کے ساتھ روبرو محسوس کریں گے، تسلسل ایسا کہ کسی بھی مضمون کو شروع کرو تو چھوڑنے کو دل ہرگز نہ چاہے، بیچ بیچ میں دلچسپی بڑھانے والے علمی انداز کے لطیفے اور مستند واقعات بھی موجود ہیں۔

''صحبتِ صالحین کے فوائد'' کے مقدمۂ کتاب میں مرتب صاحب کے فرزند ارجمند قاری محمد یاسین حیدرآبادی لکھتے ہیں کہ :

واضح رہے کہ حضرت والد بزرگوار ہی وہ واحد شخصیت ہیں کہ جنھوں نے حضرت اقدس خطیب الاسلامؒ کی حیاتِ برکتہ میں ہی حضرت والاؒ کی افادات پر مشتمل تقریباً ۱۰۰ کتابوں کو ترتیب کے ساتھ سلسلہ وار مرتب فرما کرنا قابلِ فراموش، تاریخی، یادگار اور لاثانی کارنامہ انجام دیا ہے اور یہ کام ایسے وقت میں کیا گیا ہے جب کہ اِس موضوع پر اُس زمانہ میں کوئی کام کرنے کو تیار ہی نہیں تھا اور یہ کام بلاشرکت غیرے، میرے ابا جان نے انجام دیا ہے، ورنہ یہ کام ایک مستقل اکیڈمی کا تھا: حضرت والد محترم کا یہ کارنامہ قاسمی خانوادہ سے قدیم اور گہرے، قریبی، قلبی اور علمی روحانی تعلق کی مضبوط دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت محترم اے عبدالنور صاحب (رکن آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت) نے ان تمام خدماتِ جلیلہ سے متعلق حضرت اقدس مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب سے بذریعہ خط دریافت کیا تو حضرت مولانا نے مؤرخہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۳ء کو جواب میں تحریر فرمایا کہ ''خطبات کے مرتب مولانا محمد یامین صاحب کو خاص طور پر ہر دُعا میں یاد رکھیں جن کی محنتیں اور لگن نہایت قابل قدر ہیں'' اور عالم اسلام میں مقبول ومعروف عالم دین فقیہ العصر مفتی دکن حضرت اقدس مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب (خلیفہ و

مجاز حضرت اقدس خطیب الاسلامؒ) لکھتے ہیں کہ ”انھوں نے واقعی یہ بڑا کام کیا ہے، اگر ان کی کوششوں سے یہ علمی وفکری سرمایہ شائع نہ ہوا ہوتا تو عجب نہیں یہ بھی بہت سے علمی کاموں کی طرح گوشۂ گمنامی میں چلا جاتا“ بہر حال ان میں سے بعض کتابیں جو کہ کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں ان کا یہاں ذکر مناسب سمجھتا ہوں :

(١) خطبات خطیب الاسلام۔

(٢) مجالس خطیب الاسلام۔

(٣) مقالات خطیب الاسلام۔

(٤) مضامین خطیب الاسلام۔

(٥) ملفوظات خطیب الاسلام۔

(٦) مکتوبات خطیب الاسلام بنام مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب

(٧) معارف خطیب الاسلام۔

(٨) تبرکات خطیب الاسلام۔

(٩) تحقیقات خطیب الاسلام۔

(١٠) تذکرہ اکابرین اربعہ۔ (حجۃ الاسلامؒ، شیخ الاسلامؒ، حکیم الاسلامؒ، خطیب الاسلامؒ)

(١١) دعوت وتبلیغ کے پیغمبرانہ اُصول اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ دعوت وتبلیغ کے مجدد۔

(١٢) سیرتِ پاک نبی کریم ﷺ۔

(١٣) رمضان المبارک رحمتوں کا مہینہ۔

(١٤) مسنون نکاح اور پرسکون زندگی۔

(١٥) تحفۂ حفاظ اور معجزۂ قرآن کریم۔

(١٦) شجرۂ طیبہ خطیب الاسلام۔

(۱۷) اکسیری عمل قرآنی۔

واضح ہو کہ یہ کتاب شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا حافظ محمد احمد قاسمی صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند، صدر الصدور، میر مجلس جامعہ نظامیہ و چیف جسٹس عدالتِ عالیہ آصف جاہ سابع نظام سرکار حیدرآباد دکن) کے معمولات پر مشتمل ہے۔

(۱۸) تذکرہ مفتی اعظم دکن بزمانہ حضور نظام سرکار۔

(۱۹) مجموعۂ نماز (اُردو، عربی، انگریزی)۔

(۲۰) عبادتِ حج۔

(۲۱) خطیب الاسلام کے اسفار۔

(۲۲) خطیب الاسلام اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

(۲۳) صحبت صالحین کے فوائد۔

(۲۴) مدارس اسلامیہ ہندیہ میں خطیب الاسلام کا ورِدِ مسعود۔

(۲۵) افاداتِ خطیب الاسلام اکابرین اُمت کی نظر میں۔

یہ سب علمی ذخیرہ جو ہند اور بیرونِ ہند میں بکھرا ہوا تھا؛ میرے ابوجی نے اس کے لئے بڑی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ایک کر دیئے جو تقریباً ۲۳ سال کا طویل زمانہ ہوتا ہے، نیز مواد کی فراہمی کے لئے ہند و بیرونِ ہند کے طول طویل اسفار اپنے ذاتی صرفہ خرچہ سے کئے اور بڑی فکروں کے بعد یہ سب حضرت اقدس خطیب الاسلامؒ ہی کی زندگی میں وجود پذیر ہوا، جن کو کتابی صورت میں ''مدرسہ جامعہ طیبہ و ادارہ دارالاشاعت حیدرآباد دکن'' نے اکابرین اُمت کی آراء کو شامل کر کے منظر عام پر پیش کیا ہے، جس کے دس ایڈیشن حضرت اقدس خطیب الاسلامؒ کی حیات میں آچکے ہیں۔ (صحبتِ صالحین کے فوائد)

شعر وسخن

آپ شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتے تھے، طالب علمی کے زمانہ ہی سے اشعار کہنے لگے تھے، نہ صرف اُردو میں طبع آزمائی فرماتے؛ بلکہ فارسی میں بھی اشعار کہتے تھے، جیسا کہ آپ نے اپنے بیاض خاص میں اس کی صراحت کی ہے کہ طالب علمی کے دوران میں بلا تکلف فارسی کے اشعار کہہ لیتا تھا، مختلف اصناف سخن میں فارسی اور اُردو میں آپ کے اشعار موجود ہیں، شاعری میں اپنا تخلص "ندیمؔ قاسمی" لکھتے تھے، بیاض میں جو آپ کی کہی ہوئی نظمیں موجود ہیں اکثر اسی نام سے لکھی ہوئی ہیں، شعر گوئی کے علاوہ اچھے اور تعمیری اشعار بزبان اُردو، عربی اور فارسی یاد کرنے کا بھی اہتمام فرماتے، بیاض لکھنے کا اہتمام اور شوق بچپن ہی سے تھا، اشعار بیاضوں میں لکھتے تھے، اور ان کی بے حد حفاظت فرماتے، سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے، الغرض شعری اصناف سخن پر خوب دسترس حاصل تھی۔

جب آپ کی رفیقۂ حیات کا انتقال ہوا تو آپ نے اپنے جذبات کو اشعار کی ایک لمبی لڑی میں ڈھالا، جس میں تمام شعری عناصر موجود ہونے کے ساتھ، پاکیزہ خیالات، جذبات الم، قلبی کیفیات کی سچی ترجمانی، اہلیہ محترمہ سے تعلق کا اظہار اور ایک طویل زمانہ تک معیت اور ان کی وفاؤں کی داستان ہے، پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے اپنے دلی جذبات کی کس قدر خوبصورت الفاظ میں عکاسی کی ہے، ان اشعار کی لمبی لڑی میں سے چند شعر ملاحظہ ہوں:

نہیں معلوم تھا فرقت میں دل پہ کیا گذرتی ہے
تمنا دل میں آنے سے جھجکتی ہے لرزتی ہے
نہیں تھی آشنائی میری ان آنکھوں کو اشکوں سے
ان آنکھوں کو اگر اب چین ملتی ہے تو اشکوں سے

☆

میرے اشکوں کے سچے موتیوں کا یہ نیا جھومر
سجے گا خوب یہ سجدوں کے عادی تیرے ماتھے پر
عطا کرتی ہے تھی ٹھنڈک تیری صورت خوش نگاہی کو
تری سیرت تھی درسِ عاجزی ہر کج کلاہی کو

☆

تمنا تھی کہ برزخ میں تجھے لبیک میں کہتا
جدائی کے کڑے لمحے نہ اس دنیا میں میں سہتا
فداری کاری میں تو نے زندگی ساری بتائی ہے
دمِ آخر وفا کی آخری اک رونمائی ہے

☆

ترے اخلاق کی ہر ہر ادا میں اک تجلی تھی
تکلم سے دلِ بے چین کو ہر دم تسلی تھی
احادیثِ نبی پڑھنے کا تجھ کو شوق وافر تھا
درودوں کے بکثرت ذوق پر دل تیرا شاکر تھا

☆

مسافر ہوں مگر ایسا کہ منزل ہی نہیں میری
زباں تو ہے مگر وہ ترجماں دل کی نہیں میری
گئی دربارِ حق میں تو بہت ہی سرخ رو ہوکر
یہاں بھی ہیں لیکن اشک خوں سے سرخ رو ہوکر

والد گرامی حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کا جب انتقال ہوا تو آپ نے وفات حسرت پر اشعار کہے، جن میں سے چند شعر ملاحظہ ہوں :

آفتاب دین حق کی ہے ضیائے علم وفن
حق نے بخشا ہے تجھے اسلاف کا ذوقِ سخن
شاہد عدل ہیں اس پر یہ زمین ویہ زمن
کلمۂ طیب سے سرنگوں باطل رہا

☆

زندہ رکھا ذوق حق ملت میں تو نے عمر بھر
اس کے پشتیباں کتنے ہی ہیں گنگ و چمن
حق رسا ہے تیرے نغموں کی صدائے دلنشیں
داد کا طالب نہیں ہے تیرا ذوق فکر و فن

☆

کردیا تیرے معارف نے دلوں کو حق شناس
جن کی پر تاثیری نے گویا کردیا سب کو مگن
رحمت رب سے رہے روشن سدا تربت تری
یہ دُعا دیتا ہے تجھ کو سالم مخلص کا من

ایک مرتبہ علماء کی ایک مجلس میں اپنا تخلیق شدہ فارسی کا ایک قصیدہ سنایا، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

بیاد اے گوہر تابان ملت خوشا اے حاصل ارمان ملت
بیا اے طوطئ بزم معانی سرا تا دل زسینہا ستانی
بیا اے دردمند نوع انساں خوشا اے نازش اربابِ ایماں
بیا اے صاحب افکار عالی خوشا اے واقف اسرار عالی

اسی طرح فارسی زبان میں آپ نے بہت سی رباعیات بھی کہی ہیں، ایک رباعی ملاحظہ ہو :

بفرما چیست کردار معظم چگونہ ہست افکار مکرم
یمے بودم ولے پایاب گشتم درے بودم ولے نایاب گشتم

فکر ولی اللہی وعلوم نانوتوی کے امین وترجمان

آپ کی زندگی کا ایک بڑا کارنامہ اور خوبی یہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں اسلامی علوم وفنون کی نشاۃ ثانیہ کرنے والے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، اسی طرح بانیٔ دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم وافکار ومعارف کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ حال کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر بہترین انداز میں ان کی تعبیر وتشریح بھی کی، آپ علوم ولی اللہی وقاسمی کے شارح اور فکر دیوبند کے ترجمان تھے، آپ نے اس کے لئے اپنی تقریر وتحریر اور درس وتدریس کو ذریعہ بنایا، اور لوگوں کو خدائی احکامات کی طرف راغب کرنے میں ایک تحریک اور انجمن ثابت ہوئے، آپ نے فکر ولی اللہی اور علوم نانوتوی کی تشریح وتفہیم اور ان کی ترجمانی میں ہمیشہ چار باتوں کا خیال رکھا:

(۱) انابت الی اللہ۔ (۲) رسوخ فی العلم۔

(۳) دعوتی مزاج۔ (۴) اخلاقِ حسنہ۔

اس موضوع پر اگر ہزاروں صفحات بھی لکھے جائیں تب بھی مکمل نقشہ نہیں کھینچ سکتا، مختصر یہ کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی اسلامی علمی وراثت کے حقیقی محافظ، حجۃ اللہ فی الارض الامام الاکبر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم ومعارف کے امین وپاسبان، فکر دیوبند کے حقیقی ترجمان اور مکتبۂ فکر دیوبند کو امام نانوتوی اور تمام اکابر علماء دیوبند کی فکر وبصیرت اور علمی وراثت سے جوڑے رکھنے والی ایک اہم اور مضبوط کڑی تھے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام میں تاسیسی کردار

یہ ۱۹۷۲ء کی بات ہے کہ مسلم پرسنل لا میں تغیر وتبدیلی کا مسئلہ بڑے زوروشور سے اُٹھا ہوا تھا، اسلام کے فقہی اور شرعی مسائل کو زمانۂ حال کی ضرورت کے لئے ناکافی ظاہر کرنے کی ایک ناپاک سازش اور مذموم حرکت وکوشش حکومت وقت اور کچھ نام نہاد دانشوروں کی طرف سے کی جارہی تھی، ۱۹۷۲ء میں انڈین پارلیمنٹ میں لے پالک بل پیش کیا گیا جو تمام مذہب کے لئے تھا، اس بل کی رو سے منھ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کے تمام حقوق حاصل ہورہے تھے، اس وقت کے وزیر قانون ایچ آر گوکھلے نے اس بل کو یکساں سول کوڈ کی جانب پہلا قدم بتایا تھا، اس بل کی وجہ سے مسلمانوں کے کئی حلقوں میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی، حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی تحریک پر حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے مارچ ۱۹۷۲ء میں دیوبند میں اہل فکر ونظر کا ایک اجلاس بلایا جس میں بہت سے علماء ودانشور جمع ہوئے اور طے کیا گیا کہ مسلم عائلی قوانین کے تحفظ کی پرزور آواز ممبئی سے اُٹھ رہی ہے اس لئے ممبئی میں ایک نمائندہ اجلاس منعقد کیا جائے؛ تاکہ آئندہ کے لئے ایک لائحۂ عمل طے ہوسکے؛ چنانچہ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ممبئی میں اجلاس منعقد کیا گیا، جس کی صدارت حضرت حکیم الاسلامؒ نے کی، ایک طرف لاکھوں عوام کا مجمع تھا، دوسری طرف تمام مسلم فرقوں، جماعتوں، مسلکوں اور تنظیموں کے رہنما موجود تھے، اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تاسیس پر اتفاق ہوا اور پھر اپریل ۱۹۷۳ء میں بورڈ کی باقاعدہ تاسیس عمل میں آئی۔

بورڈ کی منصوبہ بندی خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ نے کی؛ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ :

مسلم پرسنل لا بورڈ کے بارے میں یہ بات کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ جب والد ماجد حضرت حکیم الاسلامؒ نے اس سلسلہ میں پیش قدمی کا ارادہ فرمایا تھا تو مجھ کو طیب منزل میں اوپر اپنی خاص لائبریری میں اچانک ایک روز بعد نماز عشاء بلایا اور شریعت اسلامیہ کو ہندوستان میں ناقابل عمل گردانے کے تعلق سے سارے حالات اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے ہونے والی مذموم کوششوں کا تذکرہ فرمایا اور یہ فرمایا کہ ملکی حالات کو سامنے رکھ کر اور ہندوستانی آئین کے احترام کو باقی رکھتے ہوئے ملکی سطح پر مسلم پرسنل لا کے نظام کو حکومت سے عملی نفاذ کا مطالبہ کر کے باقاعدہ ایک تحریک کی شکل میں پیش کرنے کی اشد ترین ضرورت ہے، جس کے لئے ایک تفصیلی منصوبہ سازی کی ضرورت ہے؛ تا کہ ہندوستان کا مسلمان اپنے آئین یعنی اسلامی تشخص کو باقی رکھتے ہوئے پوری آزادی کے ساتھ یہاں زندگی بسر کر سکے، اور اس کی خبر نہ صرف مسلمان بلکہ برادران وطن تک اسلامی قوانین کی شکل میں ممتد ہو، اس کے بعد والد ماجد نے مجھ سے فرمایا کہ جتنا جلدی ہو سکے اس کا منصوبہ بنا کر مجھے دکھاؤ؛ تا کہ ملکی سطح پر تحریک چلا کر اس کو نافذ کرایا جا سکے، یہاں سے ابتداء فرمائی اس تحریک کی اور والد ماجد نے سب سے پہلے اپنی اس فکر کو میرے سامنے رکھا، اگر ہندوستان میں رہنا ہے اور اپنے اسلامی تشخص کو اپنے شعائر کو باقی رکھنا ہے تو مسلم پرسنل لا کے

نظام کو نافذ کرنا لازم ہے، ورنہ مستقبل میں اسلامی تشخص، شعائر اور حقوق تو دُور کی بات ہے، آپ کے وجود کے بھی ہندوستان میں لالے پڑ جائیں گے، پھر والد ماجد نے مجھ سے فرمایا کہ اس تخطیطی عمل اور خطہ کو کب تک تیار کر کے مجھے دکھادوگے، میں نے پندرہ دن کی بات کی تو فرمایا کہ وقت بہت کم ہے کم سے کم وقت میں جتنی جلدی ہوسکے تیار کر کے مجھے دکھاؤ، میں نے ایک ہفتہ میں والد ماجد کے سامنے اس مسلم پرسنل لا کے منصوبہ کو اپنے اعتبار سے تیار کر کے والد ماجد کی خدمت میں اسی مطالعہ گاہ میں پیش کیا، والد ماجد نے اس پر پہلے سرسری نظر ڈالی اور پھر عشاء کی نماز کے بعد اس کو کئی گھنٹہ بغور پڑھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور میری اس کوشش کو بہت سراہا، اس کے بعد اس میں حسب ضرورت اصلاحات فرما کر اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ (خطیب الاسلام اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

اس پیش کردہ نظام کا علمی جائزہ لینے کے بعد حضرت حکیم الاسلامؒ نے اسی منصوبہ کے تحت کام کو آگے بڑھایا، گویا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بانی مبانی حضرت حکیم الاسلامؒ ہیں اور اس بورڈ کی اولین منصوبہ سازی کرنے والے حضرت خطیب الاسلامؒ ہیں۔

ایوارڈ و اعزازات

بزرگ عالم دین، بے مثال ادیب و خطیب، فکر ولی اللّٰہی و علوم نانوتوی کے امین و پاسبان مسلک دیو بند کے ترجمان ہونے کے ساتھ آپ عالم اسلام کے عظیم قائد و رہنما بھی تھے، زندگی بھر میدانِ دعوت و عمل، میدان تعلیم و تربیت اور اصلاحِ

انسانیت کے میدانوں میں خالصتاً لوجہ اللہ جدوجہد فرماتے رہے، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بے لوث دینی، علمی، سیاسی سماجی خدمات انجام دیں، ان ہی خدمات کی بنا پر بہت سی مرتبہ حکومتوں، مؤقر مجالس اور تنظیموں کی طرف سے ملکی وغیر ملکی سطح پر ایوارڈ، انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا، جن میں چند اہم یہ ہیں :

(۱) نوط الامتیاز نامی ایوارڈ: مصر کی وزارت اوقاف کئی سالوں تک آپ کو اپنی سالانہ کانفرنسوں میں مدعو کرتی رہی، ۱۹۹۷ء میں حکومت مصر نے آپ کی عالم گیر وہمہ گیر علمی و دعوتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے یہاں کے مؤقر ایوارڈ ''نوط الامتیاز'' سے ایک باوقار تقریب میں سرفراز کیا اور آپ کو برصغیر کا ایک ممتاز عالم تسلیم کیا گیا۔

(۲) شاہ ولی اللہ ایوارڈ: شاہ ولی اللہ اکیڈمی دہلی کی طرف سے آپ کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا، جس کی دینی و علمی حلقوں میں بہت پذیرائی کی گئی۔

(۳) جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی: ۲۰۱۴ء میں آپ کو عالمی ایوارڈ جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی سے نوازا گیا، اس ایوارڈ کے اصل محرک علامہ شیخ محمد عوامہ تھے، جنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا کے چند بڑے عالم اور محدثین کا انتخاب کر کے ان کو ہر سال ایک عالمی ایوارڈ دیا جائے، اس عالمی ایوارڈ کا نام انھوں نے جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی رکھا، ان ہی عالمی شخصیات میں سے ۲۰۱۴ء میں آپ کے نام کا انتخاب کیا گیا، یہ ایوارڈ آپ کو ایک ایسی پروقار تقریب میں دیا گیا، جس میں تقریباً ۹۰ ممالک کے نمائندہ علماء شریک تھے، آپ نے پورے مجمع کو عمومی طور پر اجازت حدیث بھی دی اور اسی تقریب میں آپ کو موجودہ وقت کی حدیث کی سب سے مضبوط سند بھی تسلیم کیا گیا، یہ چند اہم ممتاز ایوارڈ ہیں، ان کے علاوہ اور بھی موقع بموقع بہت سے اعزازات سے آپ کو نوازا گیا۔

عہدے ومناصب

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تاسیسی رکن، پھر مجلس عاملہ کے رکن اور پھر تاحیات نائب صدر رہے، مصر علماء کونسل کے نائب صدر تھے، ۱۹۸۳ء سے ۲۰۱۴ء تک دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم رہے اور پھر ۲۰۱۸ء تک سرپرست رہے، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے پہلے صدر رہے اور پھر تاعمر سرپرست رہے، اسی طرح مجلس شوریٰ مظاہر العلوم وقف کے رکن اور مجلس شوریٰ و انتظامیہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بھی رکن تھے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کے بھی رکن رہے، کل ہند رابطۂ مساجد اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور جامعہ طیبہ حیدرآباد دکن کے سرپرست تھے، اس کے علاوہ ملک و بیرونی ملک کے مختلف دینی وملی اداروں، مدارس اسلامیہ اور بہت سے مجلّات کی سرپرستی فرمائی۔

امتیازی کمالات

آپ جملہ علوم وفنون میں ممتاز صلاحیتوں کے مالک، بالغ نظر اور بلند فکر کے حامل تھے، علوم قاسمی کی تشریح و تفہیم میں حضرت حکیم الاسلامؒ کے بعد شاید ہی کوئی آپ کا ہم پلہ ہو، ہمیشہ علمی کاموں کے محرک رہے، زمانۂ تدریس میں دارالعلوم دیوبند میں ایک تحقیقی شعبہ مرکز المعارف کا قیام عمل میں آیا، جس کے ذمہ دار بنائے گئے، ۱۹۹۶ء میں مراسلاتی طریقۂ تعلیم کی بنیاد پر اسلامی علوم و معارف کو جدید جامعات میں مصروفِ تعلیم طلباء و طالبات کے لئے آسان و قابل حصول بنانے کی غرض سے جامعہ دینیات (اُردو) دیوبند میں قائم فرمایا جو کہ اس دور کا خوبصورت طریقۂ تعلیم تھا، آپ کے عالمانہ وحکیمانہ خطاب کا شہرہ عہد شباب ہی میں ملک کی سرحدوں کو پار کر چکا تھا، علم میں گہرائی، فکر میں گیرائی، مطالعہ میں وسعت، مزاج میں شرافت اور باقاعدگی،

زبان سے نکلا ہوا ہر جملہ فکر و بصیرت سے منور، مدلل اُسلوب گفتگو اور صاحب الرائے یہ وہ امتیازی کمالات ہیں جن سے آپ کی ذات مرصع و مزین تھی۔

ایک انفرادی خصوصیت

رب کریم نے آپ کو گونا گوں خصوصیات اور بے شمار امتیازی صفات سے نوازا تھا، آپ کی ایک اہم انفرادی خصوصیت جس کا ہر ایک کو اعتراف ہے وہ اُمت اور ملت کے فکر میں اپنا سب کچھ قربان کرنا ہے، اسی کا نتیجہ تھا کہ پیرانہ سالی کے باوجود اخیر عمر میں بھی جب کہ کمزوری بہت غالب آچکی تھی اور چلنے سے معذور بھی ہو چکے تھے، پھر بھی ہندو بیرون ہند کے اسفار کرتے رہے، جلسوں اور کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہے، مختلف اداروں، مدارس اسلامیہ اور تنظیموں کی سرپرستی فرماتے رہے، عوام سے مخاطب ہوتے رہے، ہر وقت اُمت کی فکر اور اس کی خیر و صلاح کے سلسلہ میں متفکر رہے اور اخیر عمر تک تمام کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

ایک منفرد کارنامہ

یوں تو آپ نے مختلف طریقہ پر دین کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں؛ لیکن ایک منفرد کارنامہ دینیات کے نصاب کا قیام اور اس کی ترویج و اشاعت ہے، آپ نے محسوس کیا کہ بچے اور بچیوں کے تعلیمی ادارے تو بہت ہیں اور ان میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے؛ لیکن بڑی عمر کے لوگوں کے لئے دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے، اس مقصد کے پیش نظر ۱۹۹۶ء میں آپ نے جامعہ دینیات (اُردو) کے نام سے دیو بند میں ایک ادارہ قائم کیا اور اس کے ذریعہ گھر بیٹھے دینی تعلیم حاصل کرنے کا ایک آسان طریقہ متعارف کرایا، جس نے آپ کی سرپرستی میں اپنا فیض جاری رکھا۔

اخلاق وعادات

آپ خاندان قاسمی کی بہت سی خوبیوں اور خصوصیات کے وارث وامین تھے، ہر جماعت اور ہر طبقہ کے لئے محترم تھے، بسا اوقات آپ کو مطعون کرنے کی کوشش کی گئی؛ لیکن کبھی بھی کسی تقریر یا تحریر کے ذریعہ کسی کے خلاف بولنے کے روادار نہیں ہوئے، نہ غیبت کرنا جانتے تھے نہ سننا پسند کرتے تھے، کسی کے خلاف کوئی لب کشائی نہ فرماتے، مجلس میں ہوں تو باوقار، اسٹیج پر ہوں تو نمونۂ اسلاف، سفر میں ہوں تو مرنجا مرنج وخوش مزاج، مدارس وغیرہ کے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے، مگر سفر کے تعب ومشقت کا کبھی کوئی تذکرہ نہیں، ہر طرح کے سفر اور محنت ومشقت کے خوگر تھے، رحمدلی، انسیت اور انسانیت کے پیکر مجسم تھے، نرم مزاج اور خوش خلق تھے، خلق خدا کے ساتھ بڑی رحم دلی سے پیش آتے، ایسا لگتا تھا کہ آپ کا ظاہر وباطن اعلیٰ انسانی صفات سے سنوارا گیا ہے، اخلاق نبوی ﷺ کے مکمل نمائندہ تھے، رب کریم نے حسن سیرت وحسن صورت دونوں سے نوازا تھا۔

آخری سفر

موت برحق ہے، ایک اٹل حقیقت ہے، انسان کو اپنی تمام تر ترقیات کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں، اس کی آمد کی جگہ اور وقت کا کوئی اندازہ نہیں، اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس پر کب کہاں طاری ہوگی اور کس کی زندگی کا سفر کہاں ختم ہوگا، بالآخر وہ دن بھی آیا جس دن ایک عہد کا خاتمہ ہوا، وہ سنیچر کا دن تھا، ۲۶/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ، اپریل ۲۰۱۸ء کی ۱۴/تاریخ تھی، (حسن اتفاق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی بھی تاریخ وفات یہ ہی ہے)، بہرحال دوپہر کا وقت ڈھل رہا تھا، سورج کی جلوہ سامانیاں دھیمی پڑ رہی تھیں، وہ اپنی کرنوں کو لپیٹ کر شام کا

سفر طے کر رہا تھا، ساتھ ہی ساتھ آپ نے بھی اپنی نشاطِ حیات کو لپیٹ کر اس دارفانی کو الوداع کہہ دیا اور اس طرح آپ کی روشن زندگی کی کتاب کا آخری باب تمام ہوا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دنیا ایک عظیم شخصیت کے وجود سے محروم ہوگئی، موت کی خبر سنتے ہی عالم اسلام کے اُفق پر ایک سناٹا سا چھا گیا، کسی شاعر نے شاید اسی موقع کے لئے یہ کہا تھا:

ستارے ٹوٹتے رہتے ہیں شب و روز انجم
غضب تو اب ہوا ہے جو آفتاب ٹوٹا ہے

احاطۂ مولسری دارالعلوم دیوبند میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، علماء دیوبند و دیگر بزرگانِ دین کی آرام گاہ قاسمی قبرستان دیوبند میں جسد خاکی کو خاک کے سپرد کیا گیا:

نگاہِ دل میں رہیں گے تمام عمر مرے
اُتر سکے گا نہ احسان لطف پیہم کا
ملے مقام وہ جنت میں آپ کو اے شیخ
کہ جس میں ہو قرب حاصل رسول اکرمؐ کا

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے، اپنے لطف وکرم کی بارشیں نازل فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کے علوم وافکار اور نقوش سے فیض یاب ہونے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

الحمد للہ اولاً و آخراً ، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ، برحمتک یا ارحم الراحمین .

☆ ☆ ☆